13

رمضان المبارک کی برکات

(فرمودہ ۲ اپریل ۱۹۲۶ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

رمضان المبارک کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سی برکات لے کر آتا ہے۔ میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں بتایا تھا کہ درحقیقت رمضان میں انسان ان صفات میں کہ جن میں بشریت بالکل ممتاز ہوتی ہے۔ اور الگ نظر آتی ہے۔ اپنے مولا اور اپنے پیدا کرنے والے کی مشابہت پیدا کرتا ہے اور اس طرح یہ سبق حاصل کرتا ہے۔ کہ اگر انسان ان صفات میں خدا تعالیٰ کے مشابہ ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ بوجہ محبت اور اخلاص کے جن میں اس کی بشریت بالکل ممتاز ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ ان صفات میں مشابہ ہونے کی کوشش نہ کرے۔ جن میں وہ خدا تعالیٰ کے مشابہ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سمیع ہے۔ اور انسان بھی سمیع ہو سکتا ہے۔ لیکن اپنی طاقت کے دائرہ کے اندر اندر۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بصیر ہے۔ اور انسان بھی بصیر ہو سکتا ہے۔ سمع کی طاقت کا پیدا کرنا انسان کی زندگی اور بشریت کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ عین مطابق ہے۔ اسی طرح انسان کا علیم ہونے کی کوشش کرنا اس کی زندگی کو تباہ نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے لئے ضروری ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی یہ صفت کہ وہ کھاتا پیتا نہیں اگر انسان حاصل کرنا چاہے تو مر جائے گا۔ کیونکہ انسان کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ اگر وہ اس بارے میں خدا تعالیٰ کی نقل کرے گا تو تباہ ہو جائے گا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ وہ جوڑے کا محتاج نہیں۔ لیکن اگر انسان اس میں خدا تعالیٰ کی مشابہت اختیار کرنا چاہے تو اس کی نسل مٹ جائے گی۔ پھر کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت وہ صفات تو پیدا کرنے کی کوشش کرے کہ اگر ان میں پوری پوری نقل کرے تو تباہ و برباد ہو جائے۔ مگر ان صفات کو پیدا کرنے کی کوشش نہ کرے۔ جن کے پیدا کرنے سے وہ نہ صرف تباہ نہیں

ہوتا۔ بلکہ اس کی زندگی کا تقاضا ہے۔ کونسا انسان ہے جسے خدا تعالیٰ کہتا ہے کھانا چھوڑ دے اور وہ بالکل چھوڑ دے تو نہ مرے اور کون سا انسان ہے جسے خدا کہتا ہے پینا چھوڑ دے۔ اور وہ بالکل چھوڑ دے تو نہ مرے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ اگر مرد ہے تو عورت کے پاس نہ جائے۔ اور اگر عورت ہے تو مرد کے پاس نہ جائے۔ اس پر مستقل عمل کیا جائے تو نسل تباہ ہو جائے اور یہ تینوں باتیں ایسی ہیں کہ انسان کی تباہی کا باعث بن سکتی ہیں۔ مگر جب خدا تعالیٰ ان کے چھوڑنے کا حکم دیتا ہے۔ تو انسان روزہ رکھ کر چھوڑ دیتا ہے۔ آگے خدا کہتا ہے۔ کہ روزہ کھول تو کھولتا ہے۔ ورنہ وہ تو اپنی طرف سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگر خدا کہے روزہ نہ کھول تو نہ کھولوں گا اور مرجاؤں گا۔ اگر خدا کہے عورت کے پاس مرد نہ جائے۔ اور مرد کے پاس عورت تو وہ نہ جائیں گے۔ اور نسل تباہ ہو جائے گی۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ اجازت دیتا ہے اس لئے ایسا کیا جاتا ہے۔ پس جب روزہ رکھ کر انسان ان احکام کی تعمیل کرتا ہے۔ جن سے اس کی موت لازمی ہے۔ تو پھر وہ امور جن سے اس کی زندگی وابستہ ہے ان کو اگر نہ کرے تو ماننا پڑے گا جو رمضان میں یہ ظاہر کرتا ہے کہ میں خدا کی مشابہت اختیار کرنے کے لئے کھانا پینا اور تعلقات مرد و عورت چھوڑتا ہوں یہ اس کا تمسخر ہوتا ہے اور محض دھوکہ ہوتا ہے۔ کیا کسی کے متعلق یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ کسی کی خاطر موت قبول کرنے کے لئے تو تیار ہے۔ لیکن اگر وہ اس سے پیار کرے۔ تو پیار کرانے کے لئے تیار نہیں - یا یہ کہ فلاں کے لئے فلاں شخص اپنا مال چھوڑنے کے لئے تو تیار ہے۔ لیکن اگر وہ اس پر احسان کرے۔ تو اسے رد کر دے گا۔ یہ بات نہیں مانی جاسکتی اور اگر مانی جاسکتی ہو تو معلوم ہوا۔ اس شخص کے افعال مجنونانہ ہیں۔ یا ان میں کوئی اس کی مخفی غرض ہے اس میں حقیقی اخلاص نہیں۔ تو رمضان حقیقی فرمانبرداری کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اور ساتھ ہی دعاؤں کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور انسان پر اس کے نفس کا دھوکہ ظاہر کر دیتا ہے۔ انسان کہتا ہے۔ میں رات کو تہجد کے لئے نہیں اٹھ سکتا۔ اس وقت میرے لئے اٹھنا مشکل ہوتا ہے۔۔ مگر رمضان میں وہ اٹھتا ہے۔ کیونکہ اور لوگ بھی اٹھ رہے ہوتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر یا ان کی نقل کے لئے اٹھتا یا کھانا کھانے کے لئے اٹھتا ہے۔ کیونکہ سمجھتا ہے اگر میں سحری کو کھانا نہ کھاؤں گا تو دن بھر بھوکا رہوں گا۔ پس جب کہ رمضان میں انسان سحری کے وقت اٹھ سکتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ اور دنوں میں نہ اٹھ سکے۔ پس رمضان کا مہینہ ایسے انسانوں کو شرمندہ کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ تمہارے اندر طاقت ہے کہ اور راتوں کو بھی اٹھ کر خدا تعالیٰ کے آگے سر بسجود ہو سکو۔ یہ کہنا کہ اٹھ نہیں سکتے یہ صحیح نہیں۔ تم سستی سے نہیں اٹھتے۔ اگر تم ایک مہینہ کھانا

کھانے کے لئے سحری کے وقت اٹھ سکتے ہو۔ تو باقی گیارہ مہینے عبادت کے لئے کیوں نہیں اٹھ سکتے۔ تو رمضان کا مہینہ بتاتا ہے کہ دعا کرنے کے لئے بہترین موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ رمضان سے پورے طور پر فائدہ اٹھائیں۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے برکات نازل ہونے کے خاص دن ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے جیسے ایک سخی اپنے خزانہ کے دروازے کھولکر اعلان کردے کہ جو آئے لے جائے ان دنوں خدا تعالیٰ بھی اپنی برکتوں اور رحمتوں کے دروازے اپنے بندوں کے لئے کھول دیتا ہے۔ اور کہتا ہے آؤ آکر لے جاؤ۔ ہاں اس کے ساتھ یہ شرط ضروری ہے کہ تمہارا کوئی مطالبہ قانون الٰہی کے خلاف نہ ہو۔ اور جن باتوں سے خدا تعالیٰ نے خود روک دیا ہے۔ ان کا مطالبہ نہ ہو۔ پھر خدا پر پورا یقین اور اس کی بخشش پر کامل بھروسہ ہو۔ ورنہ جو ڈرتے ہوئے اور ناامید دل کے ساتھ خدا کے حضور جاتا ہے وہ ناکام آتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ پر بدظنی کرتا ہے۔ اور بدظنی کرنے والا سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ وہی انعام لے کر آتا ہے۔ جو وثوق اور یقین کے ساتھ جاتا ہے۔ اور کبھی ناکام نہیں لوٹتا۔ اور کبھی ناکام نہیں آتا۔ خدا تعالیٰ کو اپنی طاقتوں کے متعلق غیرت آتی ہے۔ وہ کہتا ہے جب بندہ عجز اور انکسار کے ساتھ میرے سامنے آیا ہے۔ تو یہ میری الوہیت کی شان کے خلاف ہے کہ میں اسے ناکام کردوں۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اس مبارک مہینہ میں دعائیں کرو۔ اور وثوق اور یقین کے ساتھ کرو۔ بہت لوگ شکوہ کرتے ہیں۔ کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ مگر وہ جانتے نہیں کہ دعا کس وثوق اور کس یقین کے ساتھ کرنی چاہیے۔ خدا تعالیٰ رمضان کے ذکر میں فرماتا ہے۔ **واذا سألک عبادی عنی فانی قریب** (البقرہ ۱۸۷) میرے بندے اگر میرے بارہ میں سوال کریں تو انہیں کہو میں تو بالکل قریب ہوں۔

اس میں یہ حکمت بیان کی گئی ہے کہ انسان کو اپنی زندگی کی بنیاد محبت پر رکھنی چاہیے اور دعاؤں کی بنیاد بھی محبت پر ہی ہے۔ دعا انسان اس لئے نہ مانگے کہ مجھے یہ چیز مل جائے۔ یا وہ چیز مل جائے۔ بلکہ اس لئے مانگے کہ اگر خدا تعالیٰ سے نہ مانگوں تو اور کس سے مانگوں نیتوں سے کاموں کے انجام میں بھی بہت فرق پڑ جاتا ہے۔ بسا اوقات انسان ایک چیز اس لئے مانگتا ہے کہ تعلق پیدا ہو جائے۔ ماں باپ سے بچہ بسا اوقات اسی غرض سے سوال کرتا ہے۔ بچہ جب ماں باپ سے کوئی چیز مانگتا ہے۔ تو اس لئے کہ اس کا دل چاہتا ہے ماں باپ سے مانگوں اور ان سے چمٹوں ورنہ اس چیز کی اسے ضرورت نہیں ہوتی۔ اس وقت اتنی خواہش بچہ کو اس چیز کی نہیں ہوتی جو مانگ رہا ہوتا ہے۔ جتنی خواہش ماں کی گود میں بیٹھنے یا باپ سے پیار کرنے کی ہوتی ہے۔

تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو اس کی غرض خدا کو اپنانا ہو نہ کہ کوئی اور چیز حاصل کرنا۔ پس جو سوال کرے اور کچھ مانگے اس کی حرص پر بنیاد نہ ہو بلکہ محبت پر ہو۔ وہ سمجھے اگر فلاں چیز نہیں ملتی تو نہ ملے خدا سے باتیں تو ہو جائیں گی۔ میں اس قسم کی ایک مثال سناتا ہوں۔ جس سے محبت کا ثبوت ملتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کے وصال کا وقت جب قریب آیا اور آپ نے بعض رؤیا کی بنا پر معلوم کر لیا کہ میری وفات قریب ہے۔ تو آپ نے مجلس میں فرمایا۔ میں چاہتا ہوں مجھ پر کسی کا حق نہ رہے۔ اس لئے اگر کسی کو مجھ سے کوئی ایسی تکلیف پہنچی ہو جو ناجائز ہو تو آج مجھ سے اس کا بدلہ لے لے تا قیامت کے دن مجھ پر اس کا حق نہ رہے۔ صحابہ نے مختلف کیفیات قلبی کے ماتحت اس بات کو مختلف رنگ میں سمجھا اور فائدہ اٹھایا۔ کسی نے تو اس سے یہ سمجھا کہ اب آپ کی وفات کا وقت قریب ہے کسی نے سمجھا کیا اعلیٰ بات فرمائی ہے۔ کسی نے سمجھا کیا اعلیٰ سبق دیا ہے۔ دوسروں کے حقوق ادا کرنے کا۔ غرض ہر ایک نے اپنے اپنے رنگ میں فائدہ اٹھایا کہ اسی دوران میں ایک صحابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ایک دفعہ مجھے آپ سے تکلیف پہنچی تھی۔ میں اس کا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر صحابہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا ہو گا۔ انہوں نے خیال کیا ہو گا۔ اس نے کیسی بیہودہ بات کہی ہے۔ اور رسول کریم ﷺ کی کس قدر گستاخی کی ہے۔ کئی اس پر دانت پیستے ہوں گے۔ کہ رسول کریم ﷺ کی وفات کے وقت ہی اسے اپنا بدلہ لینے کا خیال آیا۔ اور اس کا اس نے مطالبہ کر دیا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ اچھا بتاؤ کیا بات ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ایک دفعہ آپ جنگ کے موقعہ پر صف بندی فرما رہے تھے تو آپ کی کہنی میری پیٹھ پر لگی تھی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا لو تم بھی مار لو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ اس وقت میرا بدن ننگا تھا مگر آپ کے جسم پر کپڑا ہے۔ آپ نے کپڑا اٹھا دیا اور کہا لو اب مار لو۔ یہ دیکھ کر اس صحابی کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اور اس نے رسول کریم ﷺ کے جسم مطہر کو بوسہ دیتے ہوئے کہا۔ میں نے سمجھا تھا حضور کی وفات قریب ہے۔ پھر اس مبارک جسم کے دیکھنے کا موقعہ نہ ملے گا۔ اس لئے ایک دفعہ تو اسے چوم لوں [1]۔

دیکھو اس صحابی کا بھی یہ مانگنا تھا۔ اور اپنا حق مانگنا تھا۔ مگر اس کی اصل غرض رسول کریم ﷺ کے جسم مبارک کو دیکھنا اور بوسہ دینا تھی۔ تو بسا اوقات انسان ایک چیز مانگتا ہے۔ مگر اس کی غرض قرب اور محبت حاصل کرنا ہوتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ باہر سے دوست آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں بہت ضروری کام ہے۔ جس کے لئے ملنا چاہتے ہیں۔ لیکن جب ملتے ہیں تو کہتے ہیں یہی کام تھا کہ

آپ سے ملنا چاہتے تھے۔ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اذا سألک عبادی عنی فانی قریب جس وقت میرے بندے میری بابت سوال کریں یہ سوال نہیں کہ یہ ملے اور وہ ملے۔ بلکہ ان کا اصل مقصد یہ ہو کہ خدا ملے۔ باقی جو کچھ ملے وہ سب زائد ہے۔ تو ان سے کہو میں ان کے قریب ہوں۔ ف بسا اوقات نتیجہ کے لئے آتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جتنی تڑپ ہو کہ خدا کہاں ہے۔ اتنا ہی خدا نزدیک ہوتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرا حاصل کرنا مانگنے پر منحصر ہے۔ مجھے پکارو تو میں آجاؤں گا۔ میں تو خود اس کا منتظر ہوں کہ آواز دو تو میں آؤں۔

ایک دفعہ میں نے ایک رؤیا دیکھی۔ اس وقت میں چھوٹی عمر کا تھا۔ میں نے دیکھا۔ حضرت عیسیٰ ایک بچہ کی شکل میں ہیں۔ ایک چبوترہ ہے جس کی سیڑھیاں سنگ مرمر کی ہیں۔ وہ اس قسم کا چبوترہ ہے جس قسم کا امرت سر میں ملکہ وکٹوریا کے بت کا ہے۔ اس چبوترہ سے ایک سیڑھی نیچے حضرت عیسیٰ کھڑے ہیں۔ اور آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں نے آسمان کی طرف دیکھا۔ تو نظر آیا۔ آسمان سے ایک عورت اتری ہے جس کے پر لگے ہوئے ہیں۔ اور بہت خوبصورت رنگوں کا لباس پہنے ہوئے ہے۔ وہ حضرت مریم ہیں۔ وہ بچہ کے پاس آکر کھڑی ہو گئی ہیں۔ اس وقت بچہ نے گھٹنہ ٹیک کر اپنا سر آگے کر دیا ہے۔ اور وہ کچھ نیچے جھکی ہیں اور بچہ کو پیار دیا ہے۔ اس وقت یہ الفاظ میری زبان سے نکلے Love Creats Love کہ محبت محبت سے پیدا ہوتی ہے۔ تو جب انسان خدا تعالیٰ کو پکارتا ہے۔ تو پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے رحمت جاری ہوتی ہے۔ مگر فرمایا اُجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی کہ دو شرطیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ استجابت ہو جس طرح بتایا گیا ہے اس طرح مانگیں اور دوسری یہ کہ یقین ہو کہ ضرور دوں گا۔ ولیومنوا بی سے یہاں مراد ایمان نہیں ہے کیونکہ جو دعا مانگے گا وہ ایمان لایا ہی ہو گا تب وہ مانگے گا۔ یہاں ایمان کے معنی یقین کے ہیں۔ بسا اوقات انسان دعا مانگتا ہے مگر اس کی حالت شبہ کی ہوتی ہے۔ یا وقتی طور پر یقین پیدا ہوتا ہے۔ اگر اس کی دعا قبول نہ ہو تو کہتا ہے قبول ہو ہی نہیں سکتی حالانکہ ایسا ہوتا ہے کہ بعض اوقات دعا کا قبول نہ ہونا ہی اس کے لئے مفید ہوتا ہے۔ اور اگر اسی طرح دعا قبول ہو جائے جس طرح وہ مانگتا ہے تو وہ کئی گناہوں میں مبتلا ہو جائے۔ اس کی دعا کو خدا تعالیٰ عبادت قرار دے دیتا ہے۔ اور اس رنگ میں قبول نہیں کرتا۔ جس طرح اس کی خواہش ہوتی ہے مثلاً مقدمہ ہے۔ ایک شخص دعا کرے کہ مجھے اس میں کامیابی ہو۔ مگر اس کامیابی میں دوسرے کا حق اس کے قبضہ میں آتا ہو۔ تو خدا تعالیٰ اس کو دوسرے کا حق نہ دیگا۔ مگر اس کی یہ عبادت رد نہ کرے گا۔ کہے گا دوسرے کا

حق تو نہیں دوں گا۔ مگر اس کا بدلہ اور دیدوں گا۔ تو دعا کے لئے ایک شرط تو یہ ہے کہ ان اصول کے ماتحت مانگی جائے جو خدا تعالیٰ نے اور رسول کریم ﷺ نے قرار دیئے ہیں اور اس یقین سے مانگی جائے کہ کبھی رد نہ ہو گی۔ تو جو دعا خدا تعالیٰ کے قانون کے ماتحت مانگی جائے وہ کبھی رد نہیں ہوتی۔ اور اگر رد ہوتی نظر بھی آئے۔ تو بھی انسان کے لئے فائدہ ہی کے سامان ہوتے ہیں۔ تو دعائیں ہر رنگ میں قبول ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ وہاں بھی قبول ہو جاتی ہیں جہاں خدا تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ ہو جاتا ہے کہ ایسا نہ ہو گا۔ بسا اوقات ایک حالت کا تغیر ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ اس کے متعلق رؤیا اور کشوف بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر جب دعا کی جاتی ہے تو وہ حالت بدل جاتی ہے۔ میں نے ایک عزیز کے متعلق رؤیا دیکھی۔ اور اس کے اثرات بھی ظاہر ہونے لگ گئے مگر میں نے اس کے لئے دعا کی تو خدا تعالیٰ نے قبول کر لی۔ تو دعا جو عاجزانہ طور پر کی جاتی ہے تقدیر کو بھی بدل دیتی ہے۔ تقدیر دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک علم والی اور دوسری جو ارادہ کے بعد کی جاتی ہے۔ وہ بدل جاتی ہے۔ اور ایسے رنگ میں بدلتی ہے۔ کہ وہم بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ دعائیں کریں اور ان ایام میں دعاؤں پر بہت زور دیں مگر یاد رکھیں ان کا اصلی مقصود یہی ہو کہ خدا مل جائے۔ دنیا کے لئے بھی اگر دعا کریں تو منع نہیں مگر مد نظر یہ ہو کہ دنیا کی جتنی بھی حاجات ہیں ان کا مانگنا تو ایک ذریعہ اور بہانہ ہے خدا تعالیٰ سے ملنے کا اصل چیز خدا کی محبت اور اس کا قرب ہی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص اپنے محبوب سے جدا ہو کر جب جاتا ہے۔ اور اسے کوئی اور بات یاد آجاتی ہے۔ تو پھر ملنے کے لئے واپس آجاتا ہے۔ اس وقت وہ دل میں خوش ہو رہا ہوتا ہے۔ کہ ملاقات کا ایک اور موقعہ مل گیا اور ایک اور موقعہ پیدا ہو گیا۔ پس اس نیت اور اس ارادہ سے خدا کے سامنے جاؤ پھر خواہ اولاد مانگو۔ خواہ مال مانگو۔ خواہ مدارج میں ترقی مانگو۔ خواہ اپنی مشکلات کے دور ہونے کے لئے دعا کرو۔ یہ سب کر سکتے ہو مگر جب بھی تم کچھ مانگ رہے ہو یہی سمجھو کہ اس چیز کو نہیں بلکہ خدا کو مانگ رہے ہیں۔ اس حالت میں اگر وہ چیز تم کو نہ بھی ملے تو بھی ناامیدی اور بد دلی نہ ہو گی۔ کیونکہ اصل غرض تو خدا تھی۔ وہ چیز تو محض بہانہ تھی۔ اصل غرض پوری ہوتی جا رہی ہے تو دوسری چیزوں کا کیا ہے۔ اس وجہ سے مایوسی نہ ہو گی۔ پس یقین اور وثوق کے ساتھ خدا تعالیٰ کو مانگو آج کل برکات کے دن ہیں۔ جتنا انسان ایمان میں ترقی کرتا جائے اس کے لئے ایسے دن پیدا ہو جاتے ہیں مگر ہر دن ایسا نہیں ہوتا کہ عید کا دن ہو بے شک ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جن کے لئے ہر روز روز عید نیست والی مثال غلط ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ ان کے لئے ہر روز عید بنا دیتا ہے۔ مگر باقیوں کے لئے خاص خاص مواقع ہوتے

ہیں۔ دیکھو بادشاہ کا ایک مقرب تو روزانہ اسے مل سکتا ہے۔ مگر ہر شخص روزانہ نہیں مل سکتا۔ وہ تو جب دربار منعقد ہو گا۔ یا جو خاص دن ملنے کا مقرر ہو گا اسی دن مل سکے گا۔ رمضان کے دن ایسے ہیں کہ ہر شخص خدا سے مل سکتا ہے۔ پس ان بابرکت ایام کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ ان دنوں خوب دعائیں کرنی چاہئیں۔ اپنے لئے بھی اور سلسلہ کی اشاعت کے لئے بھی اور پھر ساری دنیا کے لئے بھی۔ کیونکہ سب لوگ ہمارے بھائی ہیں۔ ان کی تباہی سے ہمیں رنج اور صدمہ ہوتا ہے۔ پھر ان لوگوں کے لئے دعائیں کی جائیں جو سلسلہ کی خدمت کر رہے ہیں پھر ہم بخیل نہیں ہیں۔ وہ خدا جو مومنوں کو رزق دیتا ہے۔ وہی کافروں کو بھی دیتا ہے۔ ان کے لئے بھی دعا مانگنی چاہئے کیونکہ وہ ہدایت سے دور ہیں۔ پھر ہماری دعائیں ختم نہ ہو جانی چاہئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے سامان انہی تک نہیں محدود رکھے۔ جو خدا سے دور رہیں۔ بلکہ ان کو بھی دیتا ہے۔ جو خدا کو گالیاں دیتے ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کی جائے۔ کہ انہیں ہدایت حاصل ہو۔ اور ان کے دلوں کے زنگ دور ہو جائیں۔ تاکہ خدا تعالیٰ اور دین کی طرف متوجہ ہو سکیں۔ پس ہمیں وسیع دعا کرنی چاہئے۔ جیسا کہ ہمارے پیدا کرنے والے کی رحمت وسیع ہے۔ ہم کبھی تقویٰ حاصل نہیں کر سکتے۔ جب تک خدا تعالیٰ کی صفات حاصل نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ کی صفات ہمارے اندر جلوہ گر نہیں ہو جاتیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں ایسا بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل ۶ اپریل ۱۹۲۶ء)

ا۔ تاریخ ابن ہشام الجزء الثانی حالات غزوۃ بدر